افکار و مطالعات

قاضی اطہر مبارک پوری

ملک کے مشہور مفکر و مدبر شری راجگوپال اچاریہ نے کچھ دن ہوئے مذہبی تعلیم کے بارے میں حکومت کی پالیسی اور اس کے طریق کار پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہمارا ملک اخلاقی اور روحانی ملک ہے۔ یہاں مختلف ادیان و مذاہب کے ماننے والے پائے جاتے ہیں۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ان کے بچوں کو سرکاری اسکولوں میں مذہبی تعلیم دی جائے اور ان کو اخلاقی اور روحانی اعتبار سے بہترین شہری بنانے میں حکومت کے اسکول اپنی خدمات پیش کریں۔ انھوں نے موجودہ نصاب تعلیم اور طریقہ تعلیم پر کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا تھا کہ آج اسکولوں میں جس قسم کی کہانیاں پڑھی پڑھائی جاتی ہیں ان سے اخلاقی اور روحانی ذہن پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہم پرستی اور پست ذہنی کی وبا پھیل رہی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اسکولوں کے لئے جو نصاب تیار کیا جائے اس میں ایسی کتابیں رکھی جائیں جن میں پریوں اور بھوتوں کے قصے نہ ہوں اور جو صرف ایک فرقہ یا ایک سوسائٹی کی روایات کی تعلیم نہ دیتی ہوں۔

مسٹر راجگوپال اچاری نے فروری کے پہلے ہفتہ میں مدراس میں ایک موقع پر پھر اپنے اس خیال کو پیش فرمایا ہے اور کہا ہے کہ ہر خطہ کے بچوں کو ان کی زبان میں ان کے والدین کے مذہب کی تعلیم کا انتظام ہونا چاہیئے اور اس راہ میں حکومت کے لئے زبانوں کی کثرت یا مذاہب کا اختلاف آڑے نہیں آنا چاہیئے۔

راجہ جی ملک کے دور اندیش مفکروں میں سے ہیں۔ ان کی باتیں فصلی اور وقتی نہیں ہوا کرتی ہیں۔ بلکہ وہ جب کوئی بات کہتے ہیں تو پہلے اس کی گہرائی میں پہونچ کر اس کی ساری کیفیت معلوم کر لیتے ہیں پھر اس کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہیں۔

راجہ جی نے دس سال تک اس ملک کے مزاج کا معائنہ کیا اور لوگوں کے اخلاق و کردار کا جائزہ لیا تو ان کو معلوم ہوا کہ ہمارا ملک اخلاقی اور روحانی قدروں سے بڑی حد تک محروم ہو گیا ہے۔ اور اس کی زیادہ تر ذمہ داری اس سرکاری رویّہ پر ہے جس کی بنا پر سرکاری اسکولوں سے مذہبی تعلیم کو ختم کر دیا گیا ہے اور ان کی جگہ بھوتوں، دیوتاؤں اور پریوں کے لغو قصے کہانیاں بھر دی گئی ہیں۔

ہم راجہ جی کی اس قیمتی رائے سے پورا اتفاق کرتے ہوئے امید کرتے ہیں کہ اگر اسکولوں میں ہر مذہب کے بچوں کی مذہبی تعلیم کا معقول انتظام کر دیا جائے تو ہماری یہ گراوٹ رک سکتی ہے اور ہندوستان انسانیت و شرافت

کا ملک بن سکتا ہے ورنہ اگر یہی حال رہا تو ملک مادہ پرستی اور حیوانیت میں بہت آگے بڑھ جائے گا اور اس کے ماضی کا سارا افتخار خاک میں مل جائے گا۔

اس سلسلہ میں یہاں کے مسلمانوں کو خاص طور سے سوچنا چاہئیے کہ جب اکثریت والے حلقے میں مذہبی تعلیم کی شدید ضرورت محسوس کی جانے لگی ہے تو مسلمانوں کے بچوں کے لئے آج کے حالات میں دینی تعلیم کس قدر ضروری ہے؟ اور مسلمان اس کے لئے کیا کر رہے ہیں؟۔

ہندوستان میں الیکشن کی دھوم دھام ہو رہی ہے۔ امیدواری کی قاشیں تقسیم ہو چکی ہیں۔ جو لوگ سیاسی جماعتوں سے وابستہ ہیں وہ اپنے نصب العین کے لئے جد وجہد کریں گے۔ اور جو لوگ ذاتی طور پر الیکشن میں کامیاب ہونے کے آرزو مند ہیں وہ اپنے لئے پوری طرح کوشش کریں گے۔ اور امیدواروں کی دوڑ دھوپ پورے ملک کے عوام کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ الیکشنی تقریروں اور تحریروں میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے جائیں گے۔ عوام کو دودھ اور شہد کی نہروں میں غوطہ دیا جائے گا۔ اور امیدواروں کی طرف سے بڑے بڑے وعدے کئے جائیں گے۔

ان سرگرمیوں سے ہمیں براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے البتہ ہم مسلمانوں سے کہیں گے کہ اس لادینی الیکشن اور غیر مذہبی انتخاب میں اسلام اور دین کو استعمال نہ کریں۔ اور اپنی نشستوں کے حصول کے لئے اسلام کی دہائی نہ دیں۔ کیونکہ اسلام کو اس الیکشن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ اسے کسی امیدوار کے ہارنے سے نقصان پہونچے گا۔ اور نہ ہی کسی کے جیتنے سے اس کا فائدہ ہوگا۔ لہٰذا مسلمان امیدوار اسلام پر رحم کرتے ہوئے اپنے مقاصد کے لئے اسے استعمال نہ کریں۔ اور عام مسلمان اسلامی تصورات و عقائد کی روشنی میں اس انتخاب کو نہ دیکھیں بلکہ اسے صرف ملکی سیاست سے وابستہ قرار دے کر اسی حیثیت سے اس سے تعلق رکھیں مسلمانوں کو اپنی سیاسی شد و بد سے کام لے کر اچھے لوگوں کو ووٹ دینا چاہئیے۔ مگر کسی امیدوار کو اس کے لئے ووٹ نہیں دینا چاہئیے۔ کہ یہ اسلام کا حکم ہے اور شریعت کا فتویٰ ہے۔ یا اس میں اسلام کا نفع ہے۔

دہلی کے انگریزی روزنامہ "اسٹیٹسمین" میں چار جنوری کے شمارے میں "ہندوستان کی سب سے پرانی مسجد" کے عنوان سے ایک مسلمان مقالہ نگار کی تحقیقات شائع ہوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ

دہلی کی مسجد "قوت اسلام" ہندوستان کی سب سے پہلی یا سب سے پرانی نہیں ہے بلکہ اس سے بھی پرانی مسجد احمد آباد کے حلقہ میں جلال پور میں واقع ہے جسے "تاج کی مسجد" کہتے ہیں۔ فاضل مقالہ نگار نے ایک حوالہ سے لکھا ہے کہ اس مسجد میں ایک قطب نصب ہے جس پر اس کا سن تعمیر ۴۴۵ھ مطابق ۱۰۵۳ء درج ہے۔

سفیر ایران ڈاکٹر حکمت نے "مسجد قوت الاسلام" دہلی کو ہندوستان کی سب سے پرانی مسجد قرار دیا ہے اور علامہ سید سلیمان ندویؒ نے نقوش سلیمانی میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں سب سے پہلے تعمیر شدہ مساجد ضلع بھروچ (گجرات) میں ہیں۔ جن پر سنہ ۴۳۰ھ مطابق سنہ ۱۰۳۸ء اور سنہ ۴۵۸ھ مطابق سنہ ۱۰۶۵ء کے تاریخی کتبے درج ہیں۔

یہ ان مساجد کی بات ہے جو آج تک کسی نہ کسی صورت میں باقی رہ گئی ہیں۔ وہ مساجد جو اس ملک میں ابتداء میں تعمیر ہوئیں مگر آج ان کا نام و نشان نہیں ملتا تو ان کے حالات بھی اسلامی تاریخوں میں ملتے ہیں۔ اگر آثار قدیمہ کی تحقیقاتی کاوشوں سے کام لیا جائے تو بہت ممکن ہے کہ ان میں کئی ایک کے نشان مل جائیں۔ ہمارے علم میں ہندوستان میں سب سے پہلے باقاعدہ مسجد دیبل (ٹھٹھہ) میں سنہ ۹۳ھ کے لگ بھگ بنائی گئی جب کہ فاتح سندھ حضرت محمد ابن قاسم ثقفی نے وہاں پر فتحیاب ہونے کے بعد جامع مسجد کی بنیاد رکھی۔ پھر دوسری مسجد سندھ کے اطراف میں مقام قیقان پر حضرت محمد ابن قاسمؒ نے بنائی اور میں دیبل کی جامع مسجد کی نشست پر جیل خانہ بھی تعمیر کیا گیا تھا۔ قیقان میں کافی مقدار میں مسلمان آباد کئے گئے جیسا کہ فتوح البلدان میں بلاذری نے تصریح کی ہے۔ اسی طرح طبری وغیرہ کی روایت کے مطابق بھروچ کے ایک گاؤں "بھاڑبھوت" میں سنہ ۱۶۰ھ میں خلیفہ مہدی عباسی کے دور میں مسلمانوں نے فتح یابی کے بعد مسجد بنائی تھی تیسری صدی ہجری کے وسط کے مشہور سیاح و جغرافیہ نویس سلیمان تاجر نے مدراس کے ساحلی شہر کولم ملی کی عظیم الشان جامع کا تذکرہ کیا ہے جس کے موذن کو وہاں کے لوگ بنجی (بانگی) کہتے تھے۔ اور جو سانپ کا بہترین عمل جانتا تھا اسی طرح علامہ مسعودی سنہ ۳۰۲ھ اور سنہ ۳۰۳ھ میں گجرات اور بمبئی کے اطراف تھانہ اور چیمور اور سوپارہ وغیرہ آئے اور انھوں نے اپنے چشم دید حالات میں لکھا ہے کہ ان اطراف کے مسلمان راجہ کی سلطنت میں نہایت امن و آزادی سے رہتے ہیں۔ اور ان کی مساجد و جوامع میں باقاعدہ نماز باجماعت اذان و خطبہ کے ساتھ علی الاعلان ہوتی ہے

ان چند سرسری حوالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سندھ سے لے کر گجرات اور مدراس کے ساحلی علاقوں تک میں تیسری صدی ہجری تک مسلمانوں نے جگہ جگہ مساجد و جوامع تیار کی تھیں اور اس ملک میں مسجدوں کا وجود کافی تعداد میں تھا۔ جو دست و برد زمانے سے بے نام و نشان ہو چکی ہیں۔ اور اگر ان کا کھوج لگایا جائے تو کچھ نہ کچھ نشان ضرور مل جائے گا۔

غرّہ رجب میں بہار اور اڑیسہ کے تیسرے امیر شریعت اور زبردست عالم و صاحب دل حضرت مولانا الحاج شاہ محمد قمر الدین صاحبؒ ۶۴ سال کی عمر میں داعئ اجل کو لبیک کہا۔ آپ سنہ ۱۳۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۳۲۹ھ میں ظاہری اور باطنی علوم سے فارغ ہو گئے۔ اور بیعت، تعلیم، تربیت باطنی، اجازت، خلافت جمیع سلاسل اور سند مرویات حدیث اپنے والد حضرت مولانا الحاج شاہ بدر الدین صاحب امیر شریعت اول بہار و اڑیسہ سے حاصل فرمائیں۔

مرحوم نے دو مرتبہ حج و زیارت کی دولت پائی۔ پہلی مرتبہ ۱۳۴۵؁ھ میں اور دوسری مرتبہ ۱۳۵۳؁ھ میں۔ دونوں مرتبہ حرمین شریفین کے علماء و اہل اللہ سے بھی اسناد حدیث و اجازت سلاسل صوفیا حاصل کیں آخری وقت تک مولانا مرحوم درس و تدریس اور خدمت تصوّف میں مصروف رہنے کے علاوہ امارت شرعیہ کے تمام متعلقہ امور و معاملات کو بحسن و خوبی انجام دیا کرتے تھے۔ ۱۳۶۶؁ھ میں بہار و اڑیسہ کے امیر شریعت ثالث بالاتفاق آراء آپ مقرر کئے گئے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

"اسلامی علوم بازاروں اور دوکانوں میں"

الاصابہ فی "تمیز الصحابہ" کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جبر مولی عامر بن حضرمی یہودی تھا علامہ ابن حجر نے اسے مولی بنی عبدالدار بھی لکھا ہے۔ نیز اسے صیقل گر بتایا ہے اور ساتھ ہی یسار نامی ایک اور آدمی کا نام لیا ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسلم حضرمی کی اس روایت میں ہے

قال کان لنا عبدان احدھما یقال لہ یسار والاٰخر یقال لہ جبر وکانا صیقلین فکانا یقرأن کتابھما ویعملان عملھما وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمر بھما فیسمع قراءتھما فقالوا انما یتعلم منھما[1]

عبداللہ بن مسلم حضرمی کا بیان ہے کہ ہمارے یہاں دو غلام تھے ایک کا نام یسار اور دوسرے کا نام جبر تھا یہ دونوں صیقل گر تھے یہ اپنے کام میں لگے رہنے کے ساتھ ساتھ اپنی کتاب بھی پڑھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آتے جاتے ان کا پڑھنا سنا کرتے تھے اسی لئے کفار مکہ نے کہا کہ آپ نے ان دونوں سے یہ باتیں سیکھی ہیں۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمان بھی ہو گیا تھا ان روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو لکھے پڑھے اہل کتاب صیقل گروں کی دوکان پر جو مروہ کے آس پاس تھیں اکثر آتے جاتے تھے۔

اصابہ میں حضرت جابر بن اسامہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

قال لقیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی السوق فی اصحابہ فسألتھم این یرید قالوا اتخذ لقومک مسجدا فرجعت الی قومی فقالوا اخطلنا مسجدا وغرز فی القبلۃ خشبۃ[2]

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بازار میں ملاقات کی آپ اپنے صحابہ کے ہمراہ تھے۔ میں نے صحابہ سے دریافت کیا کہ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ حضور نے تمہارے قبیلہ والوں کے لئے ان کے محلہ میں ایک مسجد بنائی ہے۔ یہ سن کر میں اپنے قبیلہ کے پاس آیا تو لوگوں نے بتایا کہ حضور نے ہمارے لئے ایک مسجد کی بنیاد رکھی ہے اور قبلہ کی سمت میں ایک لکڑی گاڑ دی ہے۔

اس واقعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ بازار میں موجود تھے جبکہ آپ ان حضرات کیساتھ ایک مسجد کی بنیاد رکھ کر واپس تشریف لا رہے تھے اس روایت میں مسجد اور بازار کا جوڑ بہت ہی پر معنی ہے کہ رسول اللہ اور صحابہ کی دینی سرگرمیاں مسجد سے بازار سے علاحدہ نہیں۔

---

[1] الاصابہ ج ۱ ص ۲۳۱ طبع مصر [2] الاصابہ ج ۱ ص ۲۲ طبع مصر